تحقیق وتنقید

معیشت نبوی ﷺ

مدینہ منورہ میں

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

محدثین و اربابِ سیر سب کا اتفاق ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور فیاض تھے اگر آپ ہدایا اور تحفے قبول کرتے تو خود بھی کسی سے پیچھے رہنا پسند نہ فرماتے تھے۔(۱) یہاں دونکتوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ ہدایائے طعام کا قبول کرنے کے بارے میں جو روایات اوپر مذکور ہوئی ہیں ان سے یہ تاثر قطعی ہرگز نہ لیا جائے کہ آپکے معاش کا انحصار ان ہی عطایا پر تھا۔ یہ خلافِ حقیقت تاثر ہوگا کیونکہ تصویر کا دوسرا رخ ابھی پیش کرنا باقی ہے۔ دوسرے آپ کا فقر و فاقہ دراصل قناعت وتوکل تھا اور وہ اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔ دراصل آپ کا جود وسخا آپ کی تنگیٔ معاش کا سبب تھا۔ یہ امت اور اس کے مجبور و معذور افراد کے حوائج وضروریات پوری کرنے کی تمنائے دلی تھی جو نانِ شبینہ سے بھی آپ کو اور آپ کے اہل خاندان کو محروم کر دیا کرتی تھی۔ خورد ونوش پر مشتمل و متعلق عطایائے نبوی میں سے کئی کا ذکر اوپر کسی نہ کسی حوالے سے آ چکا ہے۔ بعض اور واقعات کا اس مخصوص باب کے تحت ذکر کیا جاتا ہے۔

کئی روایات میں آتا ہے کہ اصحابِ صفہ پر آپ کی عنایت خاص تھی کیونکہ ان کی زندگی تنگدستی اور عسرت کی زندگی تھی اور مختلف اسباب سے وہ محرومِ غذا رہتے تھے یا کم لطف اندوز ہو پاتے تھے۔ بلاذری کی ایک روایت ہے کہ ایک بار ان سے بیس اصحاب کو اپنے گھر لائے اور ان کو روٹی کے ٹکڑے دودھ میں ملا کر ثرید بنا کر کھلائی۔ ایک بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بعض دوسرے صفہ کے ساتھیوں کو بلا کر خالص دودھ پلایا۔ ایک مرتبہ صرف ابو ہریرہ کو اپنے ڈیرے (رحل) پر لے جا کر دودھ سے ضیافت کی۔(۲) امام مالک کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ معمولاً آپ کے گھر دوپہر/صبح کا کھانا (غذاء) کھایا کرتے تھے۔ اس کا دلچسپ واقعہ

یوں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد پہنچے اور ایک شخص کو قل ھو اللہ احد پڑھتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' انہوں نے دریافت کیا: ''کیا چیز یا رسول اللہ؟'' فرمایا: جنت۔ ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ میں نے چاہا کہ جا کر اس شخص کو بشارت دے دوں۔ پھر مجھے خدشہ ہوا کہ آپ کے ساتھ غداء (دوپہر کے کھانے) کا موقع نہ جاتا رہے لہٰذا میں نے آپ کے ساتھ غداء کو ترجیح دی اور پھر جب اس آدمی کی تلاش میں گیا تو وہ جا چکا تھا۔(۳) بسملہ کے بغیر کھانا کھانے کی جو روایات اعرابی و عورت کے بارے میں اوپر آئی ہے اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کے ساتھ اس دسترخوان پر حضرت حذیفہؓ وغیرہ کئی اصحاب تھے۔ اسی طرح حضرت سمرہ بن جندب نے بھی کئی اصحاب کے ساتھ آپ کے گھر کھانا کھایا تھا۔(۴) ابو داؤد کی روایت ہے کہ ایک بار آپ نے اصحابِ صفہ کے کئی حضرات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں خشیشہ (   ) نامی کھانا کھلایا تھا۔(۵) ایک مرتبہ حضرت مقداد اور ان کے دو بھوکے ساتھیوں کے لئے تین اونٹنیوں کا دودھ مخصوص کر دیا تھا اور وہ تینوں ان سے شکم پری کیا کرتے تھے۔(۶) اسی طرح آپ اپنے ہاں آنے والوں/ زائروں اور حاجت مندوں کو بھی کھانے پینے کے ہدیے سے نوازا کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرات عباد بن بشیر اور اسید بن حضیر ایک دینی و فقہی مسئلہ پر آپ سے بحث کے بعد اپنے گمان میں آپ کو ناراض کر کے مجلس نبوی سے روانہ ہوئے تو پیچھے پیچھے دودھ کا ہدیہ نبوی ان کو ملا اور اس کو نوش کر کے انہوں نے جانا کہ آپ ناراض نہ تھے۔(۷) گھر میں ایک بار کھجوروں کی مقدار کم رہ گئی تھی مگر ضرورت مند صحابہ کرام میں اس مقدارِ قلیل کو بھی سخی رسول نے تقسیم کر دیا۔(۸) نبوی ہدایائے طعام و شراب کی اگر مکمل شرح و تفصیل کی جائے تو خاصا بڑا دفتر جمع کیا جا سکتا ہے۔

سنتِ نبوی تھی کہ مقامی مہمانوں، قریب و دور کے صحابہ اور اہل مدینہ کے علاوہ آپ باہر سے آنے والے تمام وفود اور ان کے اراکین کی مہمانداری کیا کرتے تھے اور اس کے لئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ باقاعدہ نگراں افسر مقرر کئے گئے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ وہ آپ کے تمام گھروں کے لئے نہ صرف سودا سلف لاتے تھے بلکہ ان کے وسائل و ذرائع کا انتظام بھی کیا کرتے تھے اور اسی طرح وفود کی ضیافت نہ صرف ان کی ذمہ داری تھی بلکہ اس کے لئے سامان کی فراہمی اور اس کے وسائل کا انصرام بھی انہیں کا فریضہ تھا۔ اس ضمن میں دو عام ذرائع ہمارے علم میں آتے ہیں: اول یہ کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حوائج و ضروریات نبوی کے لئے چاندی وغیرہ پر مشتمل ایک رقم ہمیشہ

اپنے پاس رکھا کرتے تھے یا اشیاءِ ضرورت اور اسلحے وغیرہ رہن رکھ کر سامانِ خورد و نوش فراہم کیا کرتے تھے۔(۹) چنانچہ اسی سلسلۂ واقعات کی ایک کڑی وہ حدیث ہے جس کے مطابق آپ نے آخری زمانۂ حیات میں اپنی ایک زرہ ایک یہودی کے ہاں رہن رکھ کر جو (شعیر) اور پگھلی ہوئی گرم چربی (   ) ادھار لی تھی۔(۱۰) اس طریقۂ فراہمی کی بعض اور مثالیں بعد میں بھی آئیں گی۔ یہاں ضمناً اس کا ذکر آ گیا۔ بات ہو رہی تھی وفودِ عرب اور مہمانوں کی ضیافت کی۔ امام مالکؒ وغیرہ کی روایت ہے کہ ایک بار آپ کا ایک کافر مہمان ایسا آیا کہ اس نے یکے بعد دیگرے سات بکریوں کا دودھ پی لیا تب سیراب ہوا۔ پھر صبح کو وہ اسلام لایا اور اب اس کو دودھ پلایا گیا تو دوسری بکری کا پورا دودھ بھی نہ پی سکا۔ اسی پس منظر میں آپ نے فرمایا تھا کہ کافر سات آنتوں میں پیتا ہے اور مؤمن ایک آنت میں۔(۱۱) مسلم کے مطابق حضرت عبداللہ بن سرجس نے اپنی ایک زیارت کے دوران آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ اس کی ثرید کھائی۔(۱۲) ابوداؤد میں حضرت لقیط بن صبرہ کی عینی شہادت ہے کہ بنوالمنتفق کے وفد میں جب ہم لوگ مدینہ حاضر ہوئے تو آپ گھر میں تشریف فرما نہ تھے۔ حضرت عائشہ نے ہمارے لئے خزیرہ (گوشت آٹا پانی میں ملا کر) بنانے کا حکم دیا اور جب وہ بن گیا تو اس کے ساتھ بڑے طبق میں کھجوریں بھی پیش کی گئیں۔ ہم نے خوب کھایا۔ بعد میں جب آپ آئے تو آپ نے ان کے کھانے پینے کا پوچھا اور انہوں نے سارا ماجرا بتایا۔ اسی دوران کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے ایک چرواہا اپنی بکریوں کا ریوڑ لے کر نکلا۔ آپ نے اس سے ایک بکری ذبح کروائی اور ظاہر ہے کہ وہ آپ کے مہمانوں کی ضیافت ہی کے لئے تھی۔(۱۳) حکم بن حزن کلفی کی روایت ہے کہ میں اپنی قوم کے وفد میں سات/نو آدمیوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا تو آپ نے سب کی خاطر تواضع کھجوروں سے کی۔(۱۴) ابن سعد اور دوسرے سیرت نگاروں نے وفود عرب کی ضیافت نبوی کے باب میں خاصی معلومات فراہم کی ہیں۔(۱۵) اور ان سے یہ حقیقت پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ مہمانوں اور زائروں کی ضیافت آپ کی ذمہ داری تھی جسے کبھی آپ اپنے وسائل سے اور کبھی صحابۂ کرام کے ذرائع سے انجام دیا کرتے تھے

سامانِ زیست آپ نے نقد بھی خرید فرمایا ہے اور بطور قرض بھی۔ قرض کی ادائیگی جنس کی جنس کے ذریعہ یا جنس کی مال/نقد کے ذریعہ ہوئی ہے۔ ایک یہودی کے ہاں زرہ رہن رکھ کر سامان خورد و نوش کی خریداری کا ذکر آ چکا ہے اور وفودِ عرب کی مہمان داری کے ضمن میں نقد و آدھار

خریداری کے بعض واقعات کا بھی۔ اسی ذریعہ کے بارے میں چند اور مثالیں پیش ہیں۔ امام ابو داؤد نے حضرت سہل بن سعد کی سند سے ایک بہت دلچسپ حدیث یہ بیان کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک بار جب گھر آئے تو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو روتے دیکھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو سبب بھوک نکلا۔ حضرت علی بازار آئے تو ایک دینار پڑا پایا۔ وہ حضرت فاطمہ کے مشورے سے ایک یہودی سے آٹا خرید لائے۔ یہودی نے آپ کے لحاظ میں دینار بھی واپس کر دیا اور آٹا بھی دے دیا۔ پھر حضرت فاطمہ نے ایک جزار (گوشت والے) سے ایک درہم کا گوشت منگوایا۔ حضرت علی نے دینار ایک درہم میں رہن رکھ کر گوشت لے لیا۔ حضرت فاطمہ نے آٹا گوندھ کر روٹی پکائی اور ہانڈی میں گوشت پکایا اور اپنے والد محترم کو بھی کھانے پر بلایا اور دینار و درہم اور ساری خرید کا قصہ سنایا۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر کھانے کو کہا۔ وہ سب کھا ہی رہے تھے کہ ایک غلام کو اپنے کھوئے ہوئے دینار کو واپس کرنے کے لئے پانے والے کو اللہ کی قسم دلاتے ہوئے سنا۔ آپ نے اسے بلا کر پوچھا تو اس نے بتایا کہ دینار اس سے بازار میں گر گیا تھا۔ آپ نے حضرت علی کو حکم دیا کہ جزار (گوشت والے) کے پاس جا کر کہیں کہ وہ دینار واپس کر دے اور اس کا درہم آپ کے ذمہ ہے۔ اس نے واپس کر دیا اور آپ نے وہ دینار غلام کے حوالہ کر دیا۔ روایت میں بس اتنا آیا ہے۔(۱۶) ظاہر ہے کہ وہ درہم آپ نے بعد میں ادا کیا تھا۔ ایک اور یہودی کا واقعہ لباس کی خریداری کے ذیل میں ملتا ہے اور پہلے شریف یہودی کے رویہ کے برعکس ہے۔ ترمذی میں حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ آپ کے پاس صرف دو قطری موٹے کپڑے تھے جنہیں مسلسل پہنے رہتے اور جب بیٹھتے تو پسینہ نکلتا اور وہ بھاری ہو جاتے۔ ایک یہودی تاجر کے پاس اسی دوران شامی بز (کتاں/سوتی) کپڑا آیا تو حضرت عائشہ نے اس سے ادھار ایک جوڑا خریدنے کا مشورہ دیا۔ آپ نے آدمی بھیج کر منگوایا تو اس بدبخت نے کہا: میں جانتا ہوں کہ آپ میرا مال یا میرے دراہم ہڑپ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جھوٹا ہے، خوب جانتا ہے کہ میں لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور سب سے زیادہ امانت ادا کرنے والا ہوں۔(۱۷) خریداری کے ذریعہ سامانِ زیست کی فراہمی کے بعض واقعات آگے آرہے ہیں۔

اگرچہ سامانِ خورد و نوش اور دوسری اشیائے ضرورت کی فراہمی کا ذریعہ و وسیلہ کا صراحتاً ذکر نہیں ملتا تاہم یہ یقینی ہے کہ وہ آپ کی جیب خاص سے ہی آتا تھا۔ اس باب میں ہم ان واقعات

ومثالوں کو بیان کررہے ہیں جن کا تعلق مخصوص تہواروں یا شادی غمی کے کھانوں سے ہے۔ سب سے پہلے ازواجِ مطہرات سے شادی کی تقاریب اور ان کے ولیمہ کی دعوتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ نے تمام ازواجِ مطہرات کی شادی پر ولیمہ کیا تھا۔ کیونکہ آپ کا فرمان ہے ولیمہ کرو خواہ ایک بکری کا ہو اور آپ اپنے حکم کے خلاف نہیں کر سکتے تھے۔(۱۸) اس عمومی تبصرہ کے بعد چند ولیموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ متعدد محدثین و اربابِ سیرت نے حضرت زینب بنت جحش کی شادی کا ولیمہ کا بوجوہ خاص ذکر کیا ہے۔ ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے مہمانوں کو ولیمہ میں روٹی اور گوشت کھلایا۔ ان کے ولیمہ پر حضرت ام سلیم نے بھی کھانا پکا کر بھیجا تھا وہ الگ تھا۔ حضرت انس وغیرہ کا بیان ہے کہ خود آپ نے ایک بکری ذبح کی تھی۔(۱۹) حضرت صفیہ کی شادی کے ولیمہ میں گھی، ستو اور کھجور سے آپ نے مہمانوں کی ضیافت کی تھی۔(۲۰) بلاذری کا بیان ہے کہ حضرت ام سلمہ سے شادی پر آپ نے بیت المساکین میں جو کھانا ولیمہ میں کھلایا تھا وہ جو اور گھی وغیرہ پر مشتمل تھا۔(۲۱) اسی طرح خوشی کے دوسرے مواقع جیسے عقیقہ وغیرہ پر بھی آپ نے قربانی کی۔ مثلاً حضرات حسنین کے عقیقہ پر آپ نے نہ صرف بکری کی قربانی کی بلکہ ان کے مونڈن پر بالوں کے برابر چاندی بھی صدقہ کی۔(۲۲) یہی معمول و سنت نبوی آپ کی اولاد بالخصوص حضرت ابراہیم کے بارے میں تھی جن کے بارے میں صراحت ملتی ہے کہ آپ نے بکرا/ مینڈھا (کبش) ذبح کیا تھا۔ آپ کی باندی حضرت سلمیٰ کے شوہر حضرت ابو رافع نے آپ کو فرزند کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو آپ نے ان کو ایک غلام عطا کیا اور ان کے عقیقہ میں قربانی کے علاوہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔(۲۳) سنتِ نبوی تھی کہ عیدالاضحیٰ میں آپ اپنی طرف سے اور اپنی ازواجِ مطہرات کی طرف سے قربانی کرتے تھے اور اس کا گوشت غریبوں، عزیزوں اور محلّہ والوں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ یہی سنتِ نبوی چاروں عمروں اور اکلوتے حج کی قربانی کے ضمن میں تھی۔ ایسے مواقع پر آپ نے ایک سے زائد جانور قربان کئے تھے۔ ازواجِ مطہرات کی طرف سے ایک گائے ذبح کئے جانے کا حوالہ آتا ہے۔(۲۴) بسااوقات آپ کسی سفر/غزوہ سے مدینہ واپسی پر ایک یا زیادہ جانوروں کو ذبح کر کے اپنے اہلِ خانہ اور دوستوں عزیزوں کی ضیافت کرتے تھے یا ان کو گوشت بھیجا کرتے تھے۔(۲۵) شادی وخوشی کی تقاریب کے علاوہ بعض غمی کے مواقع پر بھی آپ نے یا آپ کے اہلِ خانہ نے کھانا پکوا کر غم زدوں کی دل جوئی کی اور مہمانوں کو کھلایا تھا۔ دو ایک مثالیں پیش

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

ہیں۔غزوۂ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو ان کے گھر والوں کو غم ہوا اور آپ نے اس غمی کے موقع پر اپنے اہلِ خانہ سے غم زدوں کیلئے کھانا پکوا کر بھیجا۔(۲۶) بلاذری کی ایک کمزور روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ نے اپنے بھائی ولید کی دیار غیر میں مرنے پر آپ سے اجازت لی کہ ان کا ماتم کریں۔آپ کی اجازت کے بعد انہوں نے عورتوں کو جمع کیا اور ان کے لئے کھانا پکایا۔(۲۷) شادی وغمی کی ایسی تقاریب اور ان پر نبوی اخراجات کی اور بھی مثالیں ملتی ہیں لیکن ان سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔

نبوی اخراجات و مصارف کا ایک ذریعہ ازواجِ مطہرات کا مال بھی تھا۔تقریباً تمام ازواجِ مطہرات ہی بہترین اور مالی لحاظ سے آسودہ خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں، ان کے والدین اور بھائی بہن دولت منداور صاحب حیثیت تھے، جن سے ان کو ہدایا اور تحفوں کے علاوہ کبھی کبھی مال وجنس بھی ملا کرتی تھی۔بعض ازواجِ مطہرات کو اپنے والدین یا سابق شوہروں کا ترکہ بھی ملا تھا اور وہ جائیداد و آراضی پر مشتمل تھا جن کی مستقل آمدنی یا پیداوار تھی۔(۲۸) مثلاً حضرت ام سلمہ کو اپنی خاندانی جائیداد سے جو طائف میں باغوں پر مشتمل تھی، مدینہ منورہ کے قیام کے زمانے میں برابر ان کی پیداوار پہنچا کرتی تھی۔اس میں سب سے پسندیدہ شئے شہد تھی جو آپ کو بہت مرغوب تھی اور حضرت ام سلمہ آپ کے لئے اسے بچا بچا کر رکھتی تھیں۔(۲۹) اوپر ازواجِ مطہرات کے آپ کے لئے حضرت عائشہ کے گھر ہدیۂ طعام بھیجنے کا حوالہ آچکا ہے۔یہاں صرف حوالہ دینا کافی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اموال نے ملکی زندگی میں آپ کے معاشی تنگ دستی کو دور کرنے میں کافی حصہ لیا تھا۔(۳۰) حضرت ام حبیبہ نجاشی حبشہ کے پاس سے آپ کے لئے تحفے اور نذرانے کے علاوہ مہر کی رقم بھی وصول کر کے لائیں تھیں۔(۳۱) اسی طرح حضرت ماریہ قبطیہ بھی مقوقس مصر سے کافی ہدایا اور تحفے بشکل نقد وجنس لے کر آئی تھیں۔(۳۲) ظاہر ہے یہ وسیلۂ حیات کچھ ایسا زیادہ مستقل اور اہم نہیں تھا تاہم آپ کی معاشی زندگی میں اس کے کردار و حصہ سے یکسر انکار نہیں کیا جا سکتا۔اس نے بسا اوقات آپ کے لئے کافی آسانی فراہم کی تھی یا کم از کم متعدد مواقع پر آپ کو مسرت وشادمانی اور طیب خاطر کی دولت سے لطف اندوز کیا تھا۔

روزی روٹی کی فراہمی کا مستقل ذرائع میں سب سے اہم ذریعہ غالباً دودھاری جانوروں کا پالنا تھا جن کی موجودگی میں دو وقت پیٹ بھرنے اور بھوک کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی سبیل نکلتی

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ بیس سالہ رفاقت نبوی میں آپ کا بیشتر کھانا پانی اور ستو تھا جبکہ حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ ہمارا اور آپ کا اکثر کھانا دودھ پر مشتمل ہوتا تھا۔(۳۳) یہ دونوں بیانات اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ احادیث و سیرت و تاریخ کے مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مدنی زندگی کی ابتداء ہی سے دودھاری جانوروں بالخصوص عمدہ اونٹنیوں کو باقاعدہ پالا تھا اور ان کو کئی مقامات پر باڑوں میں رکھا تھا۔ ان کی دیکھ بھال کے لئے باقاعدہ چرواہے رکھے تھے اور ان کے چارہ کی فراہمی کے لئے چراگاہیں مخصوص کی تھیں۔

بلاذری کا بیان ہے کہ غابہ کی چراگاہ میں آپ کی کئی اونٹنیاں (لقائح) تھیں اور آپ نے اپنی تمام ازواجِ مطہرات میں سے ہر ایک کو الگ الگ اونٹنی عطا کر رکھی تھی۔ حضرت ام سلمہؓ کی اونٹنی کا نام ''العریس'' تھا جبکہ حضرت عائشہ کے لئے مخصوص کی گئی اونٹنی کا نام السمراء تھا۔ اول الذکر فرماتی تھیں کہ ہمارے لئے ضرورت بھر دودھ ان سے مل جاتا تھا۔ ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد دس تھی۔ بلاذری نے ان کے ذریعہ حصول کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے مطابق ان میں سے تین حضرت سعد بن عبادہؓ نے بنوعقیل کی اونٹنیوں میں سے خرید کر آپ کو ہدیہ کی تھیں۔ وہ جمار کی چراگاہ میں چرا کرتی تھیں جبکہ بقیہ سات جن کے اپنے مخصوص نام تھے جیسے المنا، السعدیۃ، البغوم، الیسرۃ وغیرہ۔ وہ مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر قباء کے قریب ذوالجدر میں رہتی اور چرتی تھیں۔ بعض مدنی اہل علم کا خیال ہے کہ ان میں سے البغوم نامی اونٹنی آپ نے حضرت سودہؓ کو عنایت کی تھی ایک اور روایت کے مطابق حضرت سعد بن عبادہؓ نے صرف ایک اونٹنی ہدیہ کی تھی جس کا نام مہرۃ تھا اور جو بنوعقیل کے جانوروں میں سے خریدی گئی تھی۔ آپ کی خرید کردہ اونٹنیوں کے نام ''الریاء'' اور ''الشقراء'' تھے۔ وہ سب دودھاری (غزر) تھیں اور ان کا دودھ روزانہ دوہ کر ہر رات دو بڑی مشکوں میں آپ کے لئے لایا جاتا تھا۔ حضرت ابن عباس کی سند پر مروی ہے کہ آپ کی سات اونٹنیاں (اعنز) تھیں جن کو حضرت ام ایمن چرایا کرتی تھیں۔ محمد بن عبداللہ بن حصین کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں احد میں چرائی جاتی تھیں اور ہر شام اپنے باڑے میں لائی جاتی تھیں جہاں وہ رات گزارتی تھیں۔ ان اونٹنیوں کے نام تھے: عجوۃ، زمزم، سقیا، برکۃ، ورسۃ، اطراف اور اطلال۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باندی/ آزاد کردہ/ آزاد مولاۃ کا بھی یہی بیان ہے کہ آپ کی سات دودھاری اونٹنیاں تھیں۔ چرواہا ان کو چرانے کے لئے کبھی الجمار لے جاتا اور کبھی احد، اور شام کو

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

ہمارے پاس واپس لاتا۔ ذوالجدر میں آپ کی جو اونٹنیاں تھیں ان کا دودھ رات میں لایا جاتا تھا اور غابہ کی اونٹنیوں کا دودھ بھی رات ہی میں آتا تھا۔ ہمارا زیادہ تر کھانا (عیش) اونٹ اور غنم (بکری بھیڑ وغیرہ) کا دودھ ہی پر مشتمل ہوتا تھا۔ بلاذری ہی کی ایک اور روایت ہے جس کے مطابق ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ نے آپ کو بردۃ نامی اونٹنی ہدیہ کی تھی۔ حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے اونٹنیوں میں اس سے زیادہ خوب صورت اور دودھاری نہیں دیکھی۔ وہ دو اونٹنیوں کے برابر دودھ دیتی تھی۔ کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کے لئے اسے صبح وشام دونوں وقت دوہا جاتا تھا۔ مورخِ موصوف کی ایک اور روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی اونٹنیوں کے علاوہ غنم (بھیڑ بکریوں) کا ایک ریوڑ بھی تھا جن کے دودھ پر حضرت ماریہ قبطیہ اور ان کے فرزند گرامی حضرت ابراہیم کی پرورش و پرداخت ہوتی تھی۔ دودھاری جانوروں کے بارے میں بلاذری کے بیانات کی تصدیق واقدی وغیرہ دوسرے مؤرخین و ارباب سیرت سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً واقدی نے ۶ھ کے واقعات اور عربنہ کے حملے کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ دشمن ذوالجدر کی چراگاہ پر حملہ کر کے آپ کے پندرہ دودھاری اونٹنیاں بھگا لے گئے تھے جنہیں بعد میں تعاقب کر کے ان کے قبضہ سے چھڑا لیا گیا تھا۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ غزوہ ذوقرد ۶ھ میں عیینہ بن حصن فرازی نے غابہ میں رہنے والی آپ کی اونٹنیوں پر حملہ کر کے ساتھ لے گیا تھا اور ان کے چرواہے کو جو دوسری روایات کے مطابق حضرت ابوذر غفاری کے فرزند تھے، قتل کر دیا تھا اور ان کی اہلیہ کو بھی اٹھا لے گیا تھا۔ حضرت سلمہ بن الاکوع کی بہادری اور آپ کا بروقت تعاقب نے بعض اونٹنیوں کو واپس لے لینے کا موقع فراہم کر دیا تھا۔ غفاری عورت بھی بچ کر آ گئی تھی۔ دوسری روایات سے بھی آپ کے دودھاری مویشیوں اور ان کے دودھ کا مستقل غذا کے طور پر استعمال کرنے کا علم ہوتا ہے۔ (۳۴)

نبوی معاشی وسائل و ذرائع میں ایک اہم ترین اور وسیع ترین ذریعہ و وسیلہ جہاد اسلامی کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے اموالِ غنیمت (غنائم) تھے۔ وہ دو قسم کے تھے: اول منقولہ اموال و اسباب اور دوم غیر منقولہ جائیداد و آراضی۔ ان دونوں وسائل کی دستیابی سے نہ صرف معیشت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بہتری پیدا ہوئی تھی بلکہ مدینہ منورہ کے مسلمانوں کی بالخصوص اور دوسرے مجاہدین کی بالعموم معاشی حالت سدھری تھی۔ عام طور سے اس وسیلۂ معاش پر اتنا زیادہ اور ناجائز زور دیا جاتا ہے کہ مذکورہ بالا تمام وسائل و ذرائع اور کچھ دوسرے بھی یکسر نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے

اور ان کی اصل اقتصادی اہمیت اور مدنی معیشت میں ان کی صحیح کارفرمائی بھلا دی جاتی ہے۔ اس موضوع پر تفصیل کے ساتھ کہیں اور لکھا جا چکا ہے۔(۳۵) یہاں اس کی طرف ایک ضروری انتباہی اشارہ کر کے معاشِ نبوی میں غنائم کے اصلی کردار اور متناسب حصۂ رسدی پر بحث کی جا رہی ہے۔

غنائم میں حاصل ہونے والے اموال و اسبابِ منقولہ میں کھانے پینے کا سامان، روزمرہ ضرورت کا اسباب، پہننے بچھانے اور اوڑھنے کے کپڑے، نقد میں سونا چاندی یا اس کی بنی ہوئی اشیاء اور مختلف تجارتی سامان اور بہت سا دوسرا اسباب مسلمان مجاہدین کے ہاتھ لگتا تھا۔ اسلامی اصولِ تقسیم کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بصورت شرکت جہاد ایک مجاہد کے حصۂ رسدی کے علاوہ صفی کا حق تھا اور ریاست و معاشرۂ اسلامی کے سربراہ کی حیثیت سے خمس یعنی اموالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ملتا تھا۔ خمس کو آپ تین حصوں میں پھر منقسم فرماتے تھے اور ان میں سے ایک حصہ آپ کے اہل وعیال کی ضروریات کیلئے مخصوص تھا، دوسرا آپ کے خاندان بنوعبدالمطلب و بنو ہاشم کے لئے اور تیسرا عام غریب مسلمانوں اور اسلامی ریاست کے باشندوں پر صرف ہوتا تھا۔(۳۶) غنیمت میں ملنے والے سامانِ خورد ونوش کے بارے میں اوپر حوالہ آ چکا ہے کہ وہ اکثر و بیشتر مجاہدین کی ضروریات پر بلاتقسیم کئے ہوئے صرف ہو جاتا تھا تاہم یہ قیاس عین قرین صواب ہے کہ مجاہدین اپنے محبوبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لذتِ کام و دہن کے لئے اس میں سے کچھ ضرور لاتے ہوں گے اور مقدار کے زیادہ ہونے کی صورت میں اس کی تقسیم بھی عمل میں آتی ہوگی۔

سریہ نخلہ (رجب ۲ھ / جنوری ۶۲۴ء) میں جو مالِ غنیمت ملا اس میں کچھ شراب کے مشکیزے (خمر) سوکھی کھجوریں (زبیب) اور کھالیں (ادم) اور قریش کا تجارتی سامان شامل تھا۔(۳۷) غزوۂ بدر (۱۷ رمضان ۲ھ / ۲۴ مارچ ۶۲۴ء) میں مختلف قسم کے اسلحہ کے علاوہ ایک سو پچاس اونٹ (بعیر) دس گھوڑے، کچھ سامان ضرورت (متاع) کپڑے (ثیاب) چٹائیاں (انطاع) اور تجارتی کھالیں شامل تھیں۔ اسیرانِ بدر سے مجاہدین کو زرِ فدیہ کی شکل میں خاصی آمدنی ہوئی تھی۔(۳۸) غزوۂ بنی قینقاع میں اسلحہ اور اوزارِ زرگری ہی منقولہ اموالِ غنیمت میں شامل تھے اور سامانِ خورد ونوش یا اسباب ضرورت کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ غزوۂ بدر میں آپ کی صفی مشہور تلوار ذوالفقار پر اور مجاہدانہ حصۂ رسدی ابوجہل کے قیمتی اونٹ (جمل) پر مشتمل تھا جبکہ غزوۂ بنی قینقاع میں آپ کی صفی تین کمانوں، تین نیزوں اور تین تلواروں کے علاوہ دو زرہ بکتروں پر مشتمل تھی۔ البتہ اس

غزوہ میں غیر منقولہ جائیداد جو بنو قینقاع کی دکانوں اور مکانوں اور شاید کچھ زرعی زمینوں پر مشتمل تھی، مسلمانوں کے قبضہ میں آئی تھی اور عام روایات کے تحت وہ آپ کی فی آراضی تھی جو امت مسلمہ کی ضروریات کے ساتھ ساتھ آپ کے حوائج کے لئے مخصوص تھی۔ آپ نے جسے چاہا اسے عطا کر دیا۔ اس میں آپ کے اپنے حصہ کا پتہ نہیں چلتا۔(۳۹) غزوۂ سویق میں ستو (سویق) کے تھیلے ملے تھے اور ان میں سے آپ کا حصۂ رسدی رہا ہوگا۔(۴۰)

تیسرے برس کی کل مہمات میں سے صرف تین میں اموالِ غنیمت حاصل ہوئے۔ غزوۃ الکدر میں پانچ سو اونٹ ملے تھے۔(۴۱) حضرت زید بن حارثہ کے سریہ القردہ میں قریشی کارواں سے چاندی کثیر مقدار میں ملی تھی۔(۴۲) اور غزوۂ احد میں جو کچھ ملا تھا وہ کھو گیا یا پانے والوں کو مل گیا تھا۔ آپ کے حصہ میں زخموں کے سوا اور کچھ نہ آیا تھا۔(۴۳) پہلی دو مہموں میں آپ کو خمس، صفی کی صورت میں حصہ ملا تھا اور غزوۂ مذکورہ میں مجاہد کا حصہ رسدی بھی۔ سریۂ قطن میں آپ کو صفی اور خمس ملا تھا جو اونٹوں پر مشتمل تھا اور ان کی کل تعداد کافی تھی مگر وہ ایک دو کے سوا باقی مسلمانوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ کچھ غلام بھی ہاتھ لگے تھے۔(۴۴) غزوہ بنی النضیر میں ہتھیاروں کے علاوہ آراضی ملی تھی۔ ہتھیاروں میں پچاس زرہ بکتر، پچاس آہنی خود اور تین سو چالیس تلواریں شامل تھیں۔ ان میں سے آپ کو مجاہد کا حصہ خمس اور صفی ملی تھی۔ مالِ بنی النضیر بھی فی آراضی میں شامل تھا اور اس میں آپ کا اپنا حصہ بھی تھا مگر وہ بہ شکلِ آراضی کم اور بہ شکل پیداوار زیادہ تھا۔ کھجور، اناج، شہد اور سبزی وغیرہ اس میں شامل تھی۔ ان میں سے جن لوگوں کو عطایائے نبوی ملے تھے وہ روایات کے مطابق ان کی سال بھر کی ضروریات کے لئے کافی ہوتے تھے۔ آپ کی اپنی ضروریات بھی ان سے پوری ہوتی تھیں یا نہیں اور پوری ہوتی تھیں تو کس قدر، اس کا تصفیہ کرنا خاصا مشکل ہے۔ روایات سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی کسی نہ کسی حد تک متمتع ہوتے تھے۔(۴۵) غزوۃ الجندل میں صرف چند مویشی ملے تھے البتہ غزوۂ مریسیع میں بنو المصطلق سے دو ہزار اونٹ، پانچ ہزار بھیڑ بکریاں، خاصی تعداد میں ہتھیار، مال و اسباب اور کچھ قیدی ہاتھ لگے تھے۔(۴۶) غزوۂ بنی قریظہ سے نقد و جنس میں مال و اسباب اور زرعی اور رہائشی جائیدادیں ملی تھیں۔ ہتھیاروں میں پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہ بکتر، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو آہنی اور پارچہ جاتی ڈھالیں شامل تھیں۔ ایک روایت کے مطابق حصۂ مجاہد کی مالیت کل پینتالیس دینار تھی۔ اس کے علاوہ آپ کو خمس اور صفی بھی ملی

تھی۔(۴۷) چھٹے برس کی سرایا سے آپ کو خمس میں تقریباً چودہ ہزار درہم کی مالیت ملی تھی جو آپ اپنے علاوہ مسلمانوں پر خرچ کرتے تھے۔(۴۷) غزوۂ خیبر سے نقد و جنس میں کافی مال ملا تھا اس میں ہتھیاروں کی کافی بڑی تعداد شامل تھی۔ سامانِ رسد میں جو، گھی/مکھن، شہد، تیل/ روغن، پکا ہوا کھانا اور سامانِ ضرورت میں (اثاث/ متاع) چمڑے کی چٹائیاں (ادم) مختلف قسم کی، کافی مقدار میں کپڑے شامل تھے۔ نقد اموال میں طلائی ونقرئی سکے، زیورات اور مدفون دفینے شامل تھے۔ آپ کو ان سب میں سے صفی، خمس اور حصۂ مجاہد ملا تھا۔ خیبر کی کل مفتوحہ آراضی کی کل پیداوار کا نصف یعنی بیس ہزار وسق کھجور، ساڑھے ۷ ہزار وسق جو اور ڈھائی ہزار وسق نویٰ مسلمانوں کا حصہ تھا۔ یہ کل اٹھارہ سو مسلم حصوں میں تقسیم ہوتا تھا۔ خمس اور صفی پہلے نکال کر جو آپ کے حصے تھے اور ایک حصہ مجاہد بھی آپ کا تھا۔(۴۹) فدک، تیماء اور وادی القریٰ سے ان کی زمینوں کی پیداوار کا نصف مسلمانوں کا حصہ تھا اور مؤخر الذکر میں سے خمس اور حصۂ مجاہد آپ کے پاس تھا۔(۵۰) بعض دوسری مہموں میں کچھ مویشی اور سامان ملا تھا۔(۵۱) آٹھویں برس کی مہموں میں سرایا میں زیادہ تر مویشی ملے اور آپ کو صرف خمس یا صفی۔ البتہ غزوہ حنین میں بہت زیادہ مالِ غنیمت ملا تھا جس میں مویشی، سامانِ ضرورت، چاندی وغیرہ شامل تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجاہد کے حصہ کے علاوہ صفی اور خمس ملا تھا۔ آخری دو برسوں میں زیادہ تر سرایا میں سے آپ کو صفی اور خمس ملا تھا۔ غزوۂ تبوک میں جنگ ہی نہیں ہوئی لہٰذا کوئی مالِ غنیمت نہیں ملا تھا۔(۵۲) البتہ غزوات اور سرایا اور وفود عرب سے معاہدات کے نتیجے میں مختلف علاقوں سے جیسے ایلہ، مقنا، اذرح، جرباء، دومۃ الجندل، یمامہ، نجران، بحرین، عمان، حضرموت، ہجر اور یمن وغیرہ سے جزیہ وخراج میں خاصی بڑی رقوم آنے لگی تھیں۔ ایک ذریعہ یہ بھی تھا۔(۵۳)

اس عمومی تجزیہ سے ایسا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اموالِ غنیمت سے حصۂ مجاہد، خمس کے ایک حصہ اور صفی کی شکل میں کافی یافت ہوئی تھی مگر درحقیقت ایسا نہیں تھا۔ سنتِ نبوی یہ تھی کہ آپ اپنے آپ اور اپنے اہل بیت پر دوسرے مسلمانوں کو ترجیح دیتے تھے اور خمس وصفی کو اکثر و بیشتر پورا کا پورا صحابۂ کرام میں بانٹ دیتے تھے اور خود کے لئے کچھ نہ رکھتے تھے اور اگر کبھی کچھ رکھ لیا کرتے تھے تو اس کی مقدار و تعداد بہت معمولی ہوتی تھی۔ چند مثالیں بطور ثبوت حاضر ہیں۔ سامانِ خورد ونوش کے بارے میں پہلے بھی یہ صریح بیان مآخذ کا آچکا ہے کہ جو کچھ ملتا تھا وہ مجاہدین اپنی اپنی

ضرورت وطلب بھر لے لیتے تھے۔ عموماً وہ بچا کر اپنے گھروں کو نہیں لے جاتے تھے اس ضمن میں صرف ایک مثال۔ فتح مکہ کے بعد جب حضرت حلیمہ کی بہن اور ان کے شوہر کی بہن خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے اقط (پنیر) اور سمن (گھی) ان کو غنیمت سے دیا۔(۵۴) جائیدادوں اور آراضی کی پیداوار سے جو طعم (اناج کا حصہ رسدی) آپ مختلف خاندانوں اور افراد کو مستقل دیتے تھے اس کی پوری تفصیل سیرت وحدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔(۵۵) غنائم میں جو کپڑے ہاتھ لگتے تھے وہ بھی آپ صحابۂ کرام میں بالعموم تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ مثلاً حلۂ دیباج آئے تو آپ نے منجملہ دوسرے حضرات کے حضرت عمرؓ وعلیؓ کو دیئے تھے۔(۵۶) خمیصہ (چادر/ کپڑے) آئے تو ان میں سے ایک حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص کو دیا۔(۵۷) بہت سے قبا بانٹ دیئے اور ایک حضرت مخرمہ بن نوفل کو دیا تھا۔ ان میں سے اپنے لئے کوئی نہیں رکھا۔ اسی طرح قباطی (قبطی قبائیں) اور قمیصیں آئیں تو دوسرے صحابۂ کرام کے علاوہ ایک حضرت دحیہ کلبی کے حصہ میں بھی آئی۔(۵۸) یہی سنتِ نبوی اسلحہ وغیرہ کے بارے میں تھی۔ غزوۂ بدر میں ذوالفقار نامی تلوار ملی۔ وہ آپ نے حضرت علی کو عطا کر دی۔(۵۹) الغرض صفی اور خمس میں جو کچھ ملتا تھا خواہ وہ نقد وجنس کی صورت میں ہو یا آراضی و جائیداد کی شکل میں آپ اپنے لئے ان میں سے کچھ بھی نہ رکھتے بلکہ دوسروں کو دے دیتے۔ اس کا اعتراف تو آپ کے ناقدین ومنکرین تک نے کیا ہے۔(۶۰) آپ نے جو سنتِ نبوی اپنی حیاتِ مبارکہ میں قائم کی تھی اسی کو بشکلِ دیگر اس اصول میں ڈھال دیا کہ انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی نہ وہ وارث ہوتے ہیں۔(۶۱)

جس طرح سامانِ خورد ونوش کی فراہمی کے مختلف ذرائع و وسائل تھے اسی طرح دوسری ضروریات و حاجات کے پورا کرنے کے مختلف ذرائع تھے۔ اوپر ہم نے اس ضمن میں لباس، مویشیوں اور اسلحہ وغیرہ کی نبوی ضروریات کے پورا کرنے کے جو ذرائع ملاحظہ کئے ان میں غنیمت و خرید وغیرہ کا حوالہ آچکا ہے۔ بعض اور اہم وسائل جن کا بکثرت ذکر روایات میں ملتا ہے یہاں ذرا زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کئے جا رہے ہیں۔

لباس نبوی کی فراہمی کے سلسلے میں ایک اہم ذریعہ ہدیۂ غیر مسلم و نذرانہ غیر مسلم تھا۔ ایسے ہدایا عموماً تیار شدہ لباس کے ہوتے تھے۔ مسلم ہدایا میں حضرت دحیہ کلبی کا ہدیہ تھا جو ایک روایت کے مطابق دو موزوں پر مشتمل تھا اور دوسری روایت میں ایک جبہ کا اضافہ ہے۔ آپ نے ان کو اتنا

پہنا کہ وہ پرانے ہو گئے۔(۶۲) اسی طرح نجاشی حبشہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے بھی آپ کی خدمت میں سیاہ سادہ موزے بھیجے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے ہدایا الگ تھے۔(۶۳) کئی محدثین کے ہاں یہ روایت ہے کہ حضرت ابوجہم بن حذیفہؓ نے آپ کو ایک خمیصۃ شامیۃ (شامی جبہ نما لباس) ہدیہ کیا۔ جس کے عَلَمْ (نقش) تھے۔ اس کو پہن کر نماز پڑھی تو توجہ بٹ گئی تو آپ نے اسے واپس کر دیا۔ چونکہ آپ ہدایا واپس کرنے کے خلاف تھے اس لئے آپ نے اس کے بدلہ میں انبجانیۃ (انبجان کا بنا ہوا موٹے کپڑے کا لباس) لے لیا۔(۶۴) حضرت سہیلؓ کی روایت ہے کہ ایک عورت نے آپ کی خدمت میں ایک بنی ہوئی چادر پیش کی جس کا حاشیہ بھی تھا۔ بعد میں اس کو شملہ کے نام سے جانا جانے لگا۔ اس عورت نے ہدیہ دیتے وقت یہ بھی کہا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنانے کے لئے بنا ہے۔ آپ نے قبول فرما لیا کہ آپ کو اس کی ضرورت تھی اور آپ نے بطور ازار اسے استعمال کیا۔ مگر ایک شخص نے حسنِ طلب میں اس کی تعریف کی اور آپ نے اسے وہ چادر ہدیہ کر دی۔ لوگوں نے اسے ملامت کی کہ آپ کو ضرورت تھی مگر اس نے جان بوجھ کر مانگ لیا جبکہ جانتا تھا کہ آپ سوال رد نہیں کرتے۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے کفن کے لئے مانگا ہے اور سچ مچ وہ اس کا کفن ہی بنا۔(۶۵) ان کے علاوہ بھی متعدد مسلم ہدایا تھے جو کئی حضرات نے خدمتِ نبوی میں پیش کئے تھے۔(۶۶)

غیر مسلم ہدایا کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر بن عبدالملک نے ریشم کا جبہ آپ کے لئے بطور تحفہ بھیجا۔ روایات میں اس کو جبۃ سندس، جبۃ دیباج، ریشم سے کڑھا ہوا/ ڈھکا ہوا حلہ (حلۃ مکفوفۃ بحریر) اور فروج حریر وغیرہ کہا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اسے کچھ دیر پہنا پھر کراہت سے اتار ڈالا کہ وہ متقیوں کے لئے ٹھیک نہیں۔ غالباً بعد میں وہی آپ نے حضرت علیؓ کو دے دیا اور وہ پہنے ہوئے آئے تو آپ نے ناراضگی ظاہر کی کہ تمہارے پہننے کے لئے نہیں دیا تھا بلکہ اس کو اپنے گھر کی خواتین کو جو فاطمہ نام کی تھیں، پہنا دیں اور انہوں نے اسے پھاڑ کر تقسیم کر دیا۔(۶۷) دوسرے حکمرانوں نے بھی آپ کے پیغام و فرمان کے جواب میں ہدایا بھیجے تھے اور ان میں مختلف قسم کے لباس شامل تھے۔ شاہ ایلہ نے آپ کے لئے ایک چادر بھیجی تھی۔(۶۸) شاہ روم کا ہدیہ ریشم کا لباس تھا جس کو روایت میں مستقۃ (   ) کہا گیا ہے۔(۶۸) ذویزن کے حکمراں نے آپ کی خدمت میں ایک ایسا حلہ روانہ کیا جو تینتیس اونٹوں

(بعیر) یا اونٹنیوں کے عوض خریدا گیا تھا۔ آپ ہمیشہ ہدیہ پیش کرنے والے کو اپنی طرف سے بھی ہدیہ دیا کرتے تھے۔ اس سنت کے مطابق آپ نے شاہ ذویزن کو جو حلہ عنایت کیا وہ پچیس قلوص (جوان اونٹنیوں) کے عوض خریدا تھا۔ (۶۹) ایسی کئی اور روایات بھی ہیں۔ مثلاً مقوقس کی طرف سے ثیاب مصلعۃ (دھاری دار کپڑے) آئے تھے۔ بقیہ روایات کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ (۷۰)

متعدد احادیث و روایات میں آپ کے مختلف لباسوں کا ذکر ملتا ہے مگر ان کے حصول کے ذریعہ/ ذرائع کا حوالہ نہیں آتا۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے کچھ ہدیہ سے آئے ہوں گے تو کچھ آپ کے خرید کردہ یا گھر کے بنے ہوئے ہوں گے یا غنیمت میں ملے ہوں گے۔ یہی عام ذرائع حصول تھے۔ ایک دلچسپ اور اہم روایت یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے اون کی ایک سیاہ چادر (بردہ) آپ کے لئے بطور خاص بنی تھی اور آپ نے اس کو پہنا بھی لیکن جب پسینہ نکلا تو اس میں سے اون کی بو نکلی جو آپ کو ناگوار ہوئی اس لئے اسے اتار دیا۔ (۷۱) آپ کے دوسرے لباسوں میں جن کا ذکر روایات میں بکثرت آتا ہے حسب ذیل ہیں: متعدد روایات میں ازار کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی روایات میں آپ کے حلہ، حلہ حمراء (سرخ حلہ)، برد بردۃ (چادر) اور اس کی اقسام جیسے برد نجرانی (نجران کی بنی ہوئی چادر)، برد احمر (سرخ چادر)، بردین اخضرین (دو سبز چادریں)، رداء (چادر اوڑھنے والی)، جبۃ شامیہ (شامی جبہ)، جبۃ رومیۃ (رومی جبہ)، جبۃ طیالسۃ کسروانیۃ (سبز رنگ کا جبہ جس کا نام کسروانی تھا اور جو ایران میں بنایا جاتا تھا اور جس میں ریشم (دیباج) سے کہیں کہیں رنگ و روغن کیا جاتا تھا۔ اون کا جبۃ، ملحفۃ ورسیۃ (درس سے رنگا ہوا لپیٹنے کا کپڑا)، خفین (موزے) جوربین (چمڑے کے بڑے موزے)، خمیصۃ (پہننے کی چادر) خمیصۃ حوتیۃ (حوتیہ نامی مقام پر بنی ہوئی چادر) یا خمیصۃ حرشیۃ (حریث نامی مقام پر تیار کردہ چادر) اور سیاہ خمیصۃ، آپ کی پسندیدہ حبرہ (چادر)، عبا/ عبادہ، عمامہ، مختلف رنگوں کا بالخصوص سیاہ عمامہ، قطیفہ (جھور دار چادر) اس کی مختلف اقسام جیسے فدک کی بنی ہوئی قطیفہ، سرخ قطیفہ وغیرہ، قلنسوہ (ٹوپی)، قمیص اور اس کی قسمیں اور بعض دوسرے لباسوں کا ذکر ملتا ہے۔ (۷۲) روایات سے لباس نبوی کے بارے میں جو حقائق ثابت ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ابتداء میں دوسرے مسلمانوں کی طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لباسکی تنگی تھی اور عموماً ایک ہی کپڑا پہنا جاتا تھا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی ایسا حوالہ نظر سے اب تک نہیں گزرا کہ آپ صرف ایک کپڑا ہی (ثواب واحد) پہنتے تھے، قیاس یہی

کہتا ہے کہ عموماً آپ نے شروع سے دو کپڑے پہنے تھے ایک بالائی جسم پر جو چادر، قمیص، جبہ حلہ وغیرہ پر مشتمل ہوتا تھا اور دوسرا زیریں بدن پر جو ازار پر مشتمل ہوتا تھا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے موٹے جھوٹے کپڑے بھی پہنے ہیں اور عمدہ بلکہ بہترین لباس بھی زیب تن فرمایا ہے کہ دونوں نعمت الٰہی تھے۔(۷۳) آپ کے علاوہ ازواجِ مطہرات کے مختلف لباسوں جیسے قمیص، درع (عورت کی گھریلو قمیص) خمار، خمرۃ (اوڑھنی اور دوپٹہ) ملحفۃ (اوپر کی چادر) رداء (چادر) ازار، مرط/ مروط (اون/ ریشم کی چادریں)، حلہ سیراء (سیرا کا ریشمی حلّہ)، جلباب (چادر/ دوپٹہ) حقوہ (اوڑھنی) وغیرہ متعدد عام سادہ اور قیمتی لباسوں کا بھی روایات میں کئی جگہ آیا ہے۔(۷۴) ان کی فراہمی کے بھی وہی وسائل رہے ہوں گے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے بیشتر کے بارے میں یہ معلوم ہوتا ہے یا استنباط کیا جا سکتا ہے کہ وہ زیادہ تر ہدیہ کے وسیلہ سے آئے تھے۔ دوسرے وسائل و ذرائع کا ان کی فراہمی میں کتنا حصہ تھا اس کے بارے میں کچھ یقین کے ساتھ کہنا مشکل ہے اس لئے کہ روایات و احادیث سے ان کے بارے میں کوئی حوالہ یا قرینہ نہیں ملتا۔

لباس اور کپڑوں کے علاوہ دوسرے سامانِ ضرورت کی فراہمی کا ایک اہم وسیلہ ہدیۂ مسلم و نذرانۂ غیر مسلم ہی تھا۔ اس سلسلہ میں زیادہ حوالے سواری کے جانوروں سے متعلق ہیں۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ فروہ بن نفاثہ جذامی نے ایک سفید خچر ہدیہ کیا تھا جس پر آپ غزوہ حنین کے میدانِ کارزار میں سوار موجود تھے۔ بلاذری کے مطابق فروہ نے ایک یعفور نامی خچر اور ایک فضہ نامی خچر بھی ہدیہ کیا تھا اور انظرب نامی گھوڑا بھی۔ اس پر راویوں کا اختلاف ہے کہ دلدل نامی خچر یا گھوڑے کا ہدیہ فروہ جذامی کا تھا یا مقوقس مصر کا۔ البتہ یہ ثابت ہے کہ مقوقس نے لذار نامی اور ربیعہ بن البراء کلابی نے لحیف نامی اور حضرت تمیم داری نے الورد نامی گھوڑا آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ ان میں سے آخر الذکر آپ نے حضرت عمرؓ کو ہدیہ کر دیا تھا اور انہوں نے اسے اللہ کی راہ میں ایک مجاہد کو صدقہ کر دیا تھا۔ باقی تین گھوڑوں کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ ان کی دیکھ بھال حضرت سعد بن مالک ساعدی کے سپرد تھی۔ ان کے علاوہ بھی کئی جانور اور مویشی آپ کو بطور ہدیہ پیش کئے گئے تھے۔(۷۵) دوسرے سامانِ ضرورت میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر میں سریر (تخت) نہیں تھا لہٰذا حضرت اسعد بن زرارہؓ نے ایک سریر ہدیہ کیا تھا جو آپ کے پاس تا عمر رہا۔ اسی پر آپ استراحت فرماتے اور اسی پر آپ نے آخری سانس لی۔(۷۶)

سواری کے جانوروں کے سلسلہ میں دوسرے وسائل کی کارفرمائی میں ذکر آچکا ہے کہ غزوۂ بدر میں آپ کو دشمن اسلام ابوجہل کا اونٹ (جمل) بطور مالِ غنیمت ملا تھا جسے بعد میں آپ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرہ کی ہدی کے طور پر اللہ تعالٰی کی جناب میں پیش کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ اموالِ غنیمت پر بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو متعدد جانور اور مویشی بھی ملے تھے مگر ان کے استعمال کے سلسلہ میں زیادہ تفصیلات دستیاب نہیں ہوتیں۔ اس لئے ان کی تعداد وغیرہ پر کچھ یقینی طور پر سے کہنا مشکل ہے۔ زیادہ تر یہی خیال ہے کہ آپ نے ضرورت مند مسلمانوں بالخصوص مجاہدوں کو دے دیا ہوگا اور بعض غیر مسلموں کو بھی ہدیہ کئے ہوں گے۔ خریداری کا ایک بہت اہم حوالہ آپ کی مشہور و محبوب اونٹنی (ناقہ) القصواء کے بارے میں آتا ہے۔ اس کے دوسرے متعدد نام بھی روایات میں آئے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق وہ حضرت ابوبکر صدیق کا ہدیہ تھی۔ انہوں نے وہ ناقہ بنوقشیر یا بنوحریش کے مویشیوں میں سے چار سو درہم میں خریدی تھی اور آپ کو بوقت ہجرت مدینہ سفر کے لئے ہدیہ کرنی چاہی مگر آپ نے اسے ادھار خرید لیا تھا۔ (۷۷) اور ظاہر ہے بعد کو مدینہ میں اس کی قیمت ادا کی تھی۔ ذکر ہو چکا ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر سے قرض لے کر دو اونٹ بھی خریدے تھے جن کو اپنے اہل و عیال کو مکہ مکرمہ سے لانے کے لئے بھیجا تھا۔ ایک غزوہ میں حضرت جابر سے بھی ایک اونٹ چالیس درہم کا خریدا تھا جو انہیں کو دے دیا۔ (۷۸) بلاذری کے مطابق مدینۂ منورہ میں آپ نے پہلا گھوڑا ایک بنوفزارہ کے اعرابی سے دس اوقیہ (چار سو درہم) میں خریدا تھا اور اس کا نام الفرس سے بدل کر الکباء رکھا تھا۔ وہ غزوہ کا پہلا گھوڑا تھا۔ (۷۹) جانوروں کے حصول کے ان مختلف ذرائع کے اور بھی ثبوت ملتے ہیں۔ (۸۰)

چونکہ ساتویں صدی عیسوی میں عرب سمیت تمام دنیا کی معیشت میں غلاموں کی معاشی اور سماجی اہمیت تھی اس لئے غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وراثت میں آپ کو جو سامان اور ترکہ ملا تھا اس میں ایک باندی بھی تھیں۔ ان کے علاوہ کچھ غلام مکی عہد میں بطور ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے تھے جن کو آپ نے آزاد کر دیا تھا۔ (۸۱) بطور ہدیہ آپ کو جو غلام اور باندیاں مدینہ منورہ کے زمانے میں حاصل ہوئی تھیں ان کا مختصر ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔ بلاذری کا بیان ہے کہ مقوقسِ مصر نے جو ہدایا آپ کی خدمت میں بھیجے تھے ان میں ایک خصی غلام اور دو کنیزیں حضرت ماریہ قبطیہ اور ان کی بہن شیریں تھیں مؤخر الذکر کو آپ نے

حضرت حسان بن ثابت انصاری شاعر رسول کو عطا کر دیا اور وہ ان کی اہلیہ بنیں جبکہ حضرت ماریہ کو ام المؤمنین بننے کا شرف ملا اور خصی غلام بطور مزدور آپ کے باغات/ آراضی کی دیکھ بھال کرتا رہا۔ حضرت ابو رافع اصلاً آپ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے اور حضرت عباس نے آپ کی خدمت میں ان کو ہدیہ کر دیا تھا۔ بعد میں جب حضرت عباس کے قبولِ اسلام کی خبر ان کے ذریعہ جناب نبوی میں گوشگزار ہوئی تو آپ نے ان کو آزاد کر دیا اور ان کی شادی اپنی ایک باندی حضرت سلمٰی سے کر دی جو آپ کو اپنی والدہ ماجدہ سے وراثت میں ملی تھیں اور جب حضرت ابو رافع نے آپ کو حضرت ابراہیم کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو آپ نے ان کو اپنی جانب سے ایک غلام بطور ہدیہ دیا۔ ایک غلامِ نبوی حضرت فضالہ یا سفینہ تھے اور جن کا اصلی نام مفلح تھا۔ وہ حضرت ام سلمہ کے غلام تھے اور آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ وہبہ آئے اور آزادی سے مشرف ہوئے۔ ان کے علاوہ کئی اور غلام و باندیں تھیں جو بطور ہدیہ خدمت نبوی میں پہنچی تھیں۔ مالِ غنیمت جن غلاموں کا ملکیت رسول میں آنے کا صریحی ذکر ملتا ہے ان میں حضرت یسار تھے جو کسی غزوہ میں ہاتھ لگے تھے۔ آپ نے ان کو آزاد کر کے اپنی اونٹنیوں کے چرانے پر مامور کیا تھا اور جن کو عرینہ کے لوگوں نے قتل کر دیا تھا۔ غزوۂ ذات الرقاع کے مالِ غنیمت سے بطور صفی ایک باندی ملی تھی جبکہ غزوۂ مریسیع میں رباع نامی ایک سیاہ فام غلام اور بنو قریظہ میں ریحانہ بنت شمعون نامی کنیز ملی تھیں۔ بنو قریظہ سے ایک اور باندی ربیحہ نامی تھیں جو آپ کے کھجور کے باغ میں کام کرتی تھیں۔ ان کے علاوہ بھی آپ کے پاس کئی غلام اور باندیاں بطور مالِ غنیمت کے حصہ میں تو دو صحابیوں کے آئی تھیں مگر آپ نے ان کی قیمت مکاتبت ادا کر کے ان کو ان کے اصل مالکوں سے خرید لیا تھا اور پھر ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا تھا۔ تقریباً یہی معاملہ حضرت صفیہ بنت حی کے ساتھ غزوۂ خیبر کے موقع پر پیش آیا تھا۔ تقسیم غنائم کے وقت وہ حضرت دحیہ کلبی کو بخش دی گئی تھیں مگر مسلمانوں کی سفارش پر کہ وہ ایک سردار کی دختر ہیں اور ان کے ساتھ شایانِ شان سلوک کیا جانا چاہئے، آپ نے ان کو حضرت دحیہ کلبی سے دوسری کنیز کے بدلے میں لے لیا تھا اور وہ آپ کے صفی میں آئی تھیں اس لئے اس نام سے موسوم ہوئیں ورنہ اصلاً ان کا نام زینب بنت حُی تھا۔ (۸۳)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ایسے غلام تھے جن کو آپ نے خریدا تھا اور پھر آزاد کر دیا تھا۔ بلاذری وغیرہ کی روایت ہے کہ حضرت ثوبان آپ کے یمنی غلام تھے اور مدینۂ منورہ

ہی میں آپ نے ان کو خریدا تھا اور بعد میں کسی وقت آزاد کر دیا تھا۔ آپ کے ایک غلام حضرت رافع تھے جن کو آپ نے مکہ مکرمہ میں ابو احیحہ سعید بن العاص سے خرید کر آزاد کیا تھا۔ جبکہ حضرت ابو لبابہ بنو قرظہ کے غلاموں میں سے تھے۔ ان کے مالک سے خرید کر ان سے مکاتبت کی اور آزاد کر دیا۔ بعض دوسرے غلاموں کے بارے میں بھی آپ کے خریدنے اور پھر ان کو آزاد کرنے کا حوالہ ملتا ہے۔ بیشتر غلاموں کی خریداری آپ کی کسی دنیاوی غرض یا ہوسِ ملکیت کی بنا پر نہیں تھی بلکہ ان میں سے زیادہ تر آپ نے محض رضائے الٰہی کے لئے خریدا اور آزاد کیا تھا۔

ان کے علاوہ روایات میں بعض دوسرے غلامانِ رسول ﷺ کا ذکر ملتا ہے مگر ان کے ذریعۂ حصول کے بارے میں واضح بات نہیں ملتی۔ ایسے غلاموں میں سرفہرست حضرت صالح شقران تھے جن کی کنیت ابو کبشہ تھی اور جن کو آپ نے غزوۂ بدر کے اسیران قریش کا نگراں افسر اور غزوۂ مریسیع میں اموال غنیمت کا محافظ افسر مقرر کیا تھا۔ بعد میں ان کو آزاد کر دیا تھا۔ ایک روایت ہے کہ ان کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے خریدا تھا۔ بقیہ غلاموں میں حضرت انجشہ/ انسہ تھے جو حبشی تھے اور خواتین کے اونٹ ہانکنے پر مقرر تھے وہ حدی بھی لحن سے پڑھا کرتے تھے بعض اور غلاموں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ان تمام کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ مذکورہ بالا ذرائع میں سے کسی نہ کسی ذریعہ کے سبب آپ کی ملک میں آئے تھے۔(۸۴)

سیرت و تاریخ کی روایات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابۂ کرام کے آثار میں انسانی زندگی کے لئے ضروری اسباب سے متعلق متعدد اور گوناگوں چیزوں کا ذکر آتا ہے اگر ان پر علیحدہ علیحدہ تفصیل کے ساتھ لکھا جائے تو دفتر کا دفتر تیار ہو جائے۔ یہاں اختصار کے ساتھ چند ضروری اشیاء کے حوالے دیئے جا رہے ہیں تاکہ معیشتِ نبوی کی تصویر مکمل ہو جائے۔

گھریلو اسباب میں لباس کے علاوہ اوڑھنے اور بچھانے کے کپڑوں کا ذکر اور پردے دری وغیرہ قسم کی چیزوں کا حوالہ بھی بہت آتا ہے۔ ازواجِ مطہرات کے گھروں/ حجروں میں اکثر حالات میں سریر تھے اور اوڑھنے کے لئے لحاف اور ان پر بچھانے کے لئے گدے/ بچھونے تھے جو چمڑے کے بنے ہوئے اور کھجور کی چھال اور پتی سے بھرے ہوئے تھے یا بوریاں اور چٹائیاں ہوتی تھیں۔(۸۵) سرہانے کے لئے تکیے تھے اور ان میں کھجور کی پتی بھری ہوتی تھی۔(۸۶) حجروں پر پردے عموماً کمبل کے ہوتے تھے اور کبھی کبھی اچھے کپڑوں کے بھی(۸۷) کھانے پینے کے دستر خوان

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

کے لئے انطاع (چٹائیاں) استعمال ہوتی تھیں اور دوسرے دستر خوان بھی تھے۔(۸۸) ریش و بال سنوارنے کی قینچیوں (مشاقص) کا بھی ذکر آیا ہے۔(۸۹) اشیاء کو ڈھونے اور اٹھانے والے برتوں (مکاتل و کرازین) کا حوالہ خاص کر غزوۂ خندق کے ضمن میں ملتا ہے اور ان میں سے کچھ بنو قریظہ سے ادھار مانگے گئے تھے۔(۹۰) گھریلو استعمال کے برتنوں میں پیالوں، لگنوں، طباقوں، پلیٹوں، دیگچیوں اور ہانڈیوں، طشتوں، لوٹوں اور عام برتنوں کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ برتن لکڑی، دھات اور پتھر وغیرہ کے ہوتے تھے۔ پانی نکالنے کے لئے ڈول رسی کا حوالہ آتا ہے جو کئی قسم کے ہوتے تھے۔ پانی رکھنے کے برتنوں میں مٹکے، مشکیزے، بڑے پیالے اور ان کے دوسرے مترادفات کا بھی ذکر آتا ہے۔(۹۱) لکھنے پڑھنے کے اسباب میں قلم دوات، روشنائی اور کاغذ و کتاب کا ذکر بہت جگہ آیا ہے۔(۹۲) وفود عرب اور غزوات وجنگوں کے حوالے سے خیموں اور دوسرے متعلقہ اسباب کا حوالہ کئی جگہ آیا ہے۔(۹۳) ازواجِ مطہرات اور نواسوں اور بیٹیوں کے ذکر میں ان کے زیورات، سنگھار کے سامان اور خوشبو وغیرہ کا بھی حوالہ ملتا ہے۔ خوشبو آپ کو بہت پسند تھی اور اگر ہدیہ میں آتی تو آپ کبھی انکار نہ کرتے۔(۹۴) وزن کرنے کے باٹ اور ماپنے کے برتن بھی مذکور ہیں۔(۹۵) تنور کا ذکر گزر چکا۔ بعض مقامات پر چولہے کا بھی ذکر آیا ہے۔ اسی طرح چکی، کلہاڑی، کجاوہ، ہودج، عورتوں کیلئے مخصوص ہودج، کرسی، چھری، چاقو، لوہاری کی دھونکنی، استرا وغیرہ متعدد اسباب زیست کا حوالہ ملتا ہے۔(۹۶) یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ان میں سے بیشتر کے وسائل حصول کا ذکر نہیں ملتا اور ظاہر ہے کہ وہ ترکہ، ہدیہ، نذرانہ، غنیمہ، خرید وغیرہ کے معروف ذرائع سے ملے ہوں گے۔

بحث کافی مفصل اور طویل ہو چکی ہے مگر آخر میں آراضی/ جائیداد کی ملکیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں الگ سے کچھ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے اگرچہ اس کے بعض حوالے اوپر ضمناً آ چکے ہیں۔ یہ ذکر بھی آ چکا ہے کہ مدینہ منورہ میں آپ کی تشریف آوری کے بعد انصارِ کرامؓ نے اپنی تمام افتادہ آراضی آپ کے حوالے کر دی تھی اور آپ نے وہ اپنے اور اپنی ازواجِ مطہرات و صاحبزادیوں کے علاوہ تمام مہاجرین میں تقسیم کر دی تھی جس پر انہوں نے اپنے گھر بنا لئے تھے یا ان پر پیداوار شروع کر دی تھی۔ بعض نے ان میں صنعت و حرفت/ دستکاری کے کارخانے لگا لئے تھے۔(۹۷) افتادہ آراضی کے علاوہ بعض انصاری صحابہ کرامؓ نے آپ کو بنے بنائے مکانات بھی ہدیہ کئے تھے۔ حضرت ام انسؓ نے آپ کو جو جائیداد پیش کی وہ آپ نے حضرت ام ایمن کو عنایت

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

کر دی۔ حضرت حارثہ بن نعمان انصاری نے اپنے کئی مکانات آپ کو نذر کئے تھے۔ بعد میں حضرت فاطمہ زہراؓ کی شادی خانہ آبادی پر ایک اور مکان آپ کی دختر کے رہنے کے لئے ہدیہ کیا۔(۹۸) حضرت انس کی روایت ہے کہ انصار میں کئی حضرات نے آپ کے لئے کھجوروں کے درخت (نخلات) مخصوص کر دیئے تھے یا ہدیہ کر دیئے تھے کہ ان کی پیداوار سے آپ سامان زیست کریں۔ مالِ غنیمت میں آراضی اور باغات ملنے کے بعد آپ نے ان کی جائیدادیں/ باغات واپس کر دیئے۔ یہودی جائیدادوں کے ملنے سے قبل آپ کے ایک جاں نثار یہودی نومسلم حضرت مخیریقؓ نے غزوۂ احد سے قبل اپنے سات باغ (حوائط) آپ کو ہبہ کر دیئے تھے۔ بلاذری نے جو تفصیل فراہم کی ہے اس کے مطابق ان کے نام المبیت، الصافیۃ، الدلال، حسنی، برقۃ، الا ہواف اور مشربۂ ام ابراہیم تھے۔ آخر الذکر وہ باغ نخل تھا جہاں ایک علیحدہ مکان میں حضرت ماریہ قبطیہؓ اپنے فرزند کے ساتھ رہتی تھیں اس لئے وہ ان کی کنیت سے موسوم ہوا۔ ایک باغ حدیقہ نامی بھی آپ کے صدقات میں سے تھا۔ معلوم نہیں کہ وہ مخیریقؓ کے عطایا میں سے تھا یا نہیں۔ آپ نے ان ساتوں باغوں کو عام مسلمانوں کیلئے صدقہ کر دیا تھا۔ اس کی کچھ پیداوار آپ کے مصارف کے لئے بھی آتی تھی لیکن جس مدنی جائیداد نے آپ کے لئے متواتر پیداوار فراہم کی وہ ۳ھ میں بنونضیر کی مفتوحہ آراضی تھی جس سے آپ کو اور آپ کے اہل وعیال و ازواجِ مطہرات کو سال بھر کی روزی (قوت) مل جاتی تھی۔ مدینہ منورہ اور دوسرے عرب علاقوں میں زراعت کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ کھجور کے باغوں میں اناج وسبزی بھی کاشت کی جاتی تھی۔ بنوالنضیر کی جائیدادوں سے کھجور کے علاوہ اسی طریقہ پر کاشت کی ہوئی اناج وسبزی وغیرہ کی پیداوار بھی آپ کے لئے آتی تھی۔(۹۹)

اگرچہ بنوالنضیر کے اموال/ آراضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالصہ زمین تھیں اور یہی حال بنوقریظہ کی آراضی کا تھا تاہم ان کی ملکیت آپ کی ذاتِ رسالت مآب تک محدود تھی اور ان زمینوں سے طعمہ (پیداوار سے لطف اندوزی کا حق) آپ کے اہل وعیال اور دوسرے مقطعوں کو حاصل تھا مگر ان پر مالکانہ حقوق ان کو حاصل نہ تھے۔ شاید اسی بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے بزرگ صحابہ کرامؓ نے یہ تاثر و بیان دیا تھا کہ خیبر کی فتح تک آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ بھر کر روٹی نہیں کھائی۔ اس کا ایک اور عامل بھی ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ فتحِ خیبر تک امت مسلمہ کی ضروریات پر آراضی مدینہ منورہ کی پیداوار زیادہ خرچ ہوتی تھی اور اہل بیت نبوی پر کم۔ البتہ فتحِ خیبر

کے بعد مسلمان مجاہدین کو جس طرح اس کی اور اس کی ملحقہ بستیوں فدک، وادی القریٰ اور تیماء کی آراضی میں اپنے اپنے حصہ کے مالکانہ حقوق حاصل ہوئے تھے اسی طرح خمس وصفی رسول میں سے ان سے عطا پانے والوں کو بھی ملکیت کے حقوق ملے تھے۔ روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات میں سے ہر ایک کے لئے اسی (۸۰) وسق کھجور اور بیس وسق جو سالانہ مقرر کر دیا تھا اور اس سے ان کے گھروں کے خورد ونوش کا سامان اور دوسرا اسباب بھی مہیا ہوتا تھا۔ ان عطایائے نبوی پر انکے پانے والوں کے مالکانہ حقوق نہ صرف پیداوار پر تھے بلکہ آراضی پر بھی تھے۔ چنانچہ وفاتِ نبوی کے بعد کئی ازواجِ مطہرات نے جن میں ام المؤمنین حضرت عائشہ بھی شامل وشریک تھیں اپنے حصہ کی زمین پر مالکانہ تصرف حاصل کر لیا تھا یا ان کو بیچ کر دوسری جگہ آراضی حاصل کر لی تھی۔ (۱۰۰) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابۂ کرام نے فتح کے فوراً بعد کئی حصے ان کے مالکوں سے خرید لئے تھے۔ آپ نے جو حصہ خریدا تھا وہ ایک غفاری مجاہد کا تھا۔ جو دو اونٹوں (بعیر) کے عوض لیا گیا تھا۔ (۱۰۱) فتح خیبر کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کی تمام آراضی مسلمانوں کے لئے صدقہ/ وقف کر دی گئی تھی اور غالباً ان کی پیدوار سے آپ کے گھر والوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ بہرحال آراضی/ جائیداد اور مکانات کی یہی ملکیتِ رسول تھی جو اوپر بیان کی گئی اور ان سے آپ کے اور آپ کے ازواجِ مطہرات اور دوسرے متوسلین جیسے غلاموں پر/ باندیوں وغیرہ کے اخراجات کے لئے نقد وجنس کی مستقل فراہمی ہوتی تھی۔

اگرچہ بحث بہت مفصل اور طویل ہوگئی ہے اور وہ ایک مضمون و مقالہ کے مختصر حدود سے تجاوز بھی کر گئی تاہم اتنی تفصیل وتشریح ضروری تھی تاکہ معیشتِ نبوی کے مدنی دور کی مکمل تصویر پیش کی جا سکے۔ یہاں یہ اعتراف کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بہت سے پہلو اور ضمنی مباحث اور دوسری ضروری جزئیات بیان کرنے سے رہ گئی ہیں جن کو انشاء اللہ پھر کبھی پیش کیا جائے گا مگر ان کے رہ جانے سے اصل بحث اور اس کی بنا پر پیدا ہونے والی تصویر کے خدوخال میں کوئی بنیادی فرق نہیں پڑتا۔ موجودہ بحث اپنی جگہ مکمل ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی دور ہجری میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی و اقتصادی ضروریات کی تکمیل کا سب سے بڑا ذریعہ مدنی صحابہ کرام کا بالخصوص اور صاحب حیثیت مکی ومہاجر صحابہ کرام کا بالعموم ایثار بھرا ہدیہ و نذرانہ تھا۔ اسی وسیلہ نے آپ اور آپ کے متعلقین اور اہل وعیال کے لئے تین بنیادی ضرورتوں۔ روٹی، کپڑے اور

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

مکان۔ کی سبیل پیدا کی تھی اور اسی نے دوسرے اسبابِ زیست فراہم کر کے حیاتِ نبوی میں خوشگواری اور کسی قدر سہولت پیدا کی اور زندگی کو زیادہ خوش گوار بنایا۔ یہ دوسرا اہم ترین ذریعۂ معاش تھا مگر یہ واضح رہنا چاہئے کہ یہ محض ایک ذریعہ ہی تھا۔ ترکہ و وراثت، ازواجِ مطہرات کے اپنے اموال، خرید و بیع اور تجارت، کسی حد تک زراعت و باغبانی اور تھوڑی سی دستکاری دوسرے وسائلِ معاش تھے۔ ان سے جو سامانِ زیست فراہم ہوتا تھا وہ اتنا کافی تھا کہ آپ اور آپ کے اہل و عیال عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور دنیاوی نعمتیں ہی مقصود ہوتیں تو انہیں اسباب سے آپ دولت کے انبار اور تنعم کی فروانی پیدا کر سکتے تھے مگر آپ نے اس دنیاوی زندگی میں غریبانہ و شریفانہ زندگی بسر کی۔ نہ زہد و فقر کی وہ زندگی اختیار کی جو رہبانیت کی طرف لے جاتی ہے اور نہ عیش و عشرت کی جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتی ہے۔ نبوی معیشت اعتدال کے جادۂ قرآنی پر مبنی تھی۔ اللہ کی پیدا کردہ نعمتوں سے لطف اندوزی کے ساتھ شکر گزاری کی زندگی اور فقر و فاقہ سے پناہ مانگنے کی دعائے نبوی کی زندگی۔ دراصل وہ قناعت و صبر و توکل پر مبنی معیشت تھی جو بقدر کفالت ضروریات کی تکمیل کرتی ہے اور ہر مسلم و مؤمن کے لئے دنیائے ادنیٰ کو آخرت علی کے لئے ایک عمل گاہ بناتی ہے۔

مجلّہ فقہِ اسلامی سے تعاون فرمایئے
اگر آپ عالم و مفتی ہیں تو فقہی مسائل کے جوابات دیکر
اگر آپ مضمون نگار اور مصنف ہیں تو فقہی مضامین لکھ کر
اگر آپ فقہی مضامین کے مطالعہ کا ذوق رکھتے ہیں تو مجلّہ کے ممبر بن کر
اگر آپ صاحبِ حیثیت بر سرِ روزگار، ملازم ہیں تو مجلّہ سے مالی تعاون فرما کر
اگر آپ یا آپ کے کوئی عزیز مہربان، بزنس مین یا صنعتکار ہیں تو مجلّہ میں اشتہار دے کر

عمدہ لکھائی ———— بہترین چھپائی
مسودہ دیجئے ———— کتاب لیجئے
جمیل برادرز
ناظم آباد نمبر ۲، فون: 6608017

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆